تاریخ تفسیر القرآن

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Vist Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لله وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

لغوی معنی: لفظِ تفسیر بابِ تَفْعِیل کا مصدر[1] فَسَّرَ سے ماخوذ (لیا گیا) و مشتق (نکالا گیا) ہے، جس کے معنی بیان اور کشف کے ہیں۔ وَيُقَالَ: هُوَ مَقْلُوبٌ السَّفَرِ، تَقُولُ: أَسْفَرَ الصُّبْحُ إِذَا أَضَاءَ، وَقِيلَ مَأْخُوذٌ مِنَ التَّفْسِرَةِ، وَهِيَ اسْمٌ لِمَا يَعْرِفُ بِهِ الطَّبِيبُ الْمَرَضِ[2] (اتقان ۲،۱۷۲)

یعنی بعض نے کہا کہ یہ السَّفَر کا مقلوب (برعکس یعنی سین کی فاء اور فاء کی جگہ سین) ہے کہا جاتا ہے: أَسْفَرَ الصُّبْحُ (صبح روشن ہو گئی)۔ بعض نے کہا: یہ التَّفْسِرَة سے ماخوذ (لیا گیا) ہے، "وہ آلہ (اوزار) جس سے طبیب (ڈاکٹر) مرض معلوم کرے۔"

اصطلاحی معنی: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اِتقان" میں لکھتے ہیں کہ علامہ اَصبہانی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تفسیر، اصطلاحِ عُلَماء میں قرآنِ کریم کے مَعانی (مَطالب) اور اس کی مراد واضح اور بیان کرنے کو کہتے ہیں، خواہ باعتبارِ بِحَسَبِ اللَّفْظِ الْمُشْكَلِ (مشکل الفاظ کے حساب سے) ہو یا غَيْرُ مُشْكِلَةٍ (مشکل الفاظ کے حساب سے نہ) ہو، باعتبارِ معنی ظاہر ہو یا باعتبارِ معنی خَفی (پوشیدہ ہو)۔[3]

اقسام التفسیر: مُفَسِّرِینِ کرام نے تفسیر کو چار (۴) قسم پر مُنْقَسِم (تقسیم) فرمایا ہے:

(۱) تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ بِالْقُرْآنِ (قرآن کی تفسیر قرآن سے کرنا)

(۲) تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ بِالْحَدِيثِ (قرآن کی تفسیر حدیث سے کرنا)

(۳) تَفْسِيرٌ بِأَقْوَالِ الصَّحَابَةِ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے تفسیر کرنا)

(۴) تَفْسِيرُ الْقُرْآنِ بِاللُّغَةِ وَالْقَوَاعِدِ الْعَرَبِيَّةِ (عربی زبان اور قواعد سے تفسیر کرنا)

اِن کے دَرَجات میں الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ (سب سے پہلے والا سب سے افضل) کا اعتبار ہے۔

تاریخ التفسیر: اصل شارِحِ قرآن اور مُفَسِّرِ وحیٔ اِلٰہی رسولُ اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ اُن کے بعد طَبَقاتِ مُفَسِّرِین میں سب سے اعلیٰ طَبَقَہ (درجہ) حضراتِ صَحابہ کا ہے۔ اِس لئے کہ اُمّت میں یہی حضرات قرآنِ کریم کے سب سے پہلے مُخاطَب (سننے والے) ہیں۔ اُن کے سامنے جِبریلِ اَمین تازہ بتازہ کلامِ اِلٰہی لے کر اُترتے تھے اور آنحضرت ﷺ اُن حضرات کو پڑھاتے اور اُس کے مَقاصِد و مَطالِب سمجھاتے، تو ظاہر ہے کہ اُن سے زیادہ مَضامینِ قرآن کا جاننے اور سمجھنے والا کون ہو سکتا ہے؟ ہر کلام کی حقیقی اور کامل مُراد مُتَکَلِّم (بولنے والا) اور پھر مُخاطَب (سننے والا) ہی سمجھا کرتا ہے۔ اِس لئے بالعموم (عمومی طور پر) تمام صَحابہ اس طَبَقہ میں شمار کیے جاتے ہیں، کیونکہ حضورِ اکرم ﷺ کی فَیضِ صُحبَت سے اُن کے قُلوب (دِل) مُنَوَّر (روشن) تھے اور یہ اِستِعداد (صلاحیت) و قابِلیَّت پیدا ہو گئی تھی کہ اُمورِ غامِضَہ (مشکل مسائل) اور قرآن کے اَسرار و لَطائِف (باریک حکمتیں) سمجھ سکیں اور سمجھا سکیں۔ مگر (صحابہ کے) اس وَصف میں مُشترک (شریک) ہونے کے بعد باہَم حضراتِ صَحابہ کے اَذہان (دماغ) اور قابِلیَّتیں مُتَفاوِت (مختلف) اور گوناگوں (طرح طرح کی) تھیں۔ اس بِنا (وجہ) پر تلاش اور تَتَبُّع (تحقیق و جستجو) سے یہ بات ظاہر ہے کہ طَبَقۂ صَحابہ میں دس (۱۰) حضرات، تمام صَحابہ پر اس شان اور وَصفِ تفسیر میں مُمتاز (سب سے الگ) و نمایاں اور دوسروں پر فائق (برتر) تھے۔

---

[1] (مصدر اسم کو کہتے ہیں جس افعال بنائے جاتے ہیں۔ ط۔ ضیائی

[2] ((الإتقان في علوم القرآن، 4/ 192، النوع السابع والسبعون: في معرفة تفسيره وتأويله وبيان شرفه والحاجة إليه، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م)

[3] ((الإتقان في علوم القرآن، النوع السابع والسبعون: في معرفة تفسيره وتأويله وبيان شرفه والحاجة إليه، 4/ 193، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م)

خُلَفاءِ اَربَعہ (چاروں خُلَفاء) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، خُلَفاءِ راشدین میں تفسیری روایات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کثرت کے ساتھ منقول ہیں۔ دوسرے حضرات ابو بکر، عمر، عثمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے روایاتِ تفسیر بہ نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کم منقول (مروی) ہیں۔

خُلَفاءِ راشِدین کے بعد اُن دس حضرات میں سب سے فائق (برتر) تَرجُمانُ القُرآن، حِبرُ الاُمَّۃ (امت کا عالمِ کبیر) حضرت عبدُ اللہ بن عبّاس رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اُن کو فائق ہونا بھی چاہئیے، کیونکہ حضور عَلَیہِ الصَّلاۃُ والسَّلام کی دُعا آپ کے حق میں "اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الحِكْمَةَ وَتَأْوِيلَ الكِتَابِ" [4] (اے اللہ! اُسے کتاب، حکمت اور تاویل سِکھا۔) علومِ قُرآن کے فہم (سمجھنے) میں سب سے فائق (برتر) ہونے کی ایک کھلی ہوئی شہادت (واضح گواہی) اور ضمانت ہے۔ خود ابنِ عبّاس رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرے لئے ارشاد فرمایا: "نِعْمَ تَرْجُمَانُ الْقُرْآنِ أَنْتَ" [5] (تم بہترین ترجمانِ قرآن ہو۔)

اسی لئے حضرت ابنِ عبّاس رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: "لَوْ ضَاعَ لِي عِقَالُ بَعِيرٍ لَوَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالَى" [6] (ترجمہ: اگر میری اونٹنی کی رَسّی بھی گم ہو جائے تو میں اُسے قرآن میں پاؤں گا۔) اُن کے تفصیلی فضائل "الاتقان" میں دیکھیے۔

ابنِ عبّاس رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہما کی طرف تفسیر کے متعدِد مجموعے منسوب ہیں۔ تمام اَسانید (سندوں) میں زیادہ مُعتبر سَنَدِ تفاسیر ابنِ عبّاس رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہما کے لیے عَلی بنُ اَبی طَلحَہ الہاشمی کی (تفسیر) ہے۔ اَحمَد بن حَنبَل سے منقول ہے کہ اُن کی سَنَد سے ایک صَحیفہ (تحریری مجموعہ) مصر میں موجود تھا۔ حافظ ابنِ حجر بیان کرتے ہیں کہ یہ نُسخہ مصر میں اَبو صالح کاتِبُ اللَّیث مُحدِّث کے پاس تھا، جس کو حضرت ابنِ عبّاس رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہما کی تفاسیر کا مجموعہ کہا گیا ہے۔ یہی مجموعہ حضرت اَبو طاہر مُحَمَّد بن یَعقوب فَیروز آبادی شافعی (مُتَوَفّٰی 817ھ) کی کتاب "تنویر المِقیاس" میں مَوجود ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بعد مفسرینِ صحابہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا درجہ ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شرف و فضل کے لیے یہ بات کافی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جن چار صحابہ سے علومِ قرآن سیکھنے کی خاص ہدایت فرمائی، ان میں سب سے مقدّم (پہلا مقام) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔

تفسیری روایات کی تعداد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات سے زائد ہے۔ ان کے بعد حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا درجہ ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تفسیر میں ایک بڑا مجموعہ سندِ صحیح سے ثابت ہے، جسے ابو جعفر الرازی رحمہ اللہ نے ربیع بن انس کے واسطے سے ابو العالیہ سے نقل (روایت) کیا ہے۔ امام ابنِ جریر اور امام ابن ابی حاتم نے اس میں بہت سا ذخیرہ (علمی مواد) روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام حاکم نے "مُستَدرَک" میں اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مُسنَد میں بھی حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایات تخریج کی ہیں۔ [7]

اِن حضراتِ صحابہ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی روایاتِ تفسیر منقول ہیں، لیکن اُن کی تعداد نہایت قلیل (کم) ہیں انس بن مالک و ابو ہریرہ، جابر، عبد اللہ بن عمرو، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔ کوفہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی کثیر جماعت تھی اور اہلِ مدینہ میں بھی ایک جماعت حضراتِ صحابہ کے شاگردوں میں سے مفسّرین کی تھی جیسے زید بن اَسلم جن سے ان کے بیٹے عبد الرحمن بن زید اور انس بن مالک روایات کرتے ہیں۔ حسن

---

[4] ((سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، أبواب في فضائل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فضل ابن عباس، 1/ 58، الحديث166، المكتبة العلمية)

[5] ((الإتقان في علوم القرآن، النوع الثمانون: في طبقات المفسرين، 4/ 234، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م)

[6] ((الإتقان في علوم القرآن، النوع الخامس والستون: في العلوم المستنبطة من القرآن، 4/ 31، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م)

[7] ((الإتقان في علوم القرآن، النوع الثمانون: في طبقات المفسرين، 4/ 240، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م)

بصری، عطاء بن ابی سلمہ خراسانی، محمد بن کعب قرظی، ابو العالیہ ضحاک بن مزاحم، عطیہ عوفی اور قتادہ یہ تمام حضرات علمِ تفسیر کے امام تھے اور جو کچھ کہتے تھے وہ حضراتِ صحابہ سے سُنا ہوا ہوتا تھا۔ اور ان تمام اَئمّہ کے درمیان سب سے فائق (برتر) فنِ تفسیر میں مجاہد ہیں۔ فضل بن میمون سے منقول ہے کہ میں نے مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رُوبرو قرآن کریم کو تیس(30) بار پیش کیا جس میں ہر آیت کی مراد، اس کا شانِ نزول اور یہ کہ وہ کب نازل ہوئی دریافت کرتا تھا۔

دورِ تبعِ تابعین تیسری صدی ہجری

"البیان فی علوم القرآن" میں ہے کہ اس طبقہ میں باضابطہ (باقاعدہ) کُتُبِ تفسیر کی تصنیف کا دور شروع ہوا۔ اور اس طبقہ کے مفسّرین نے متقدمین (بزرگ) تابعین اور صحابہ کے اَقوال اور رِوایات جمع کرکے قرآن کریم کی تفسیروں کی تصنیف شروع کی اور اس دور میں بکثرت تفسیریں لکھی گئیں۔ مثلاً تفسیر سفیان بن عیینه ، تفسیر وکیع بن الجراح، تفسیر شعبة بن الحجاج، تفسیر یزید بن هارون ، تفسیر عبدالرزاق، تفسیر آدم بن ابی ایاس ، تفسیر اسحاق بن راهویة ، تفسیر روح بن عباده ، تفسیر عبد بن حمید ، تفسیر ابو بکر بن ابی شیبة، اسی طبقہ میں ابن جریج، سُدی ابن قتیبہ اور ابو محمد عبد اللہ بن مسلم دینوری صاحبِ مشکل القرآن و غریب القرآن ہیں۔ ("صاحب مشکل القرآن" اور "صاحب غریب القرآن" سے مراد وہ علماو مفسرین ہیں جنہوں نے قرآنِ مجید کے مشکل اور غریب (یعنی غیر مانوس، کم مستعمل یا دقیق) الفاظ کی تشریح و وضاحت پر مستقل کتب تصنیف کیں۔)

چوتھی صدی ہجری

"گُذِشتہ صَدِی میں بَعْض رِوایاتِ ضَعِیفَہ (کمزور روایتیں) و مُنکَرَہ (ناقابلِ قبول روایتیں) عِلْمُ التَّفْسِیر میں دَرْج ہو گئیں، اِسی لِیَے صَدِیِ چَہارُم کے مُصَنِّفِین تَنْقِیح (تحقیق وصفائی) و تَنقِید (جانچ پرکھ) کے دَرپَے ہوئے، اور اَحکام و مَسائل کا اِسْتِنْباط (اخذِ مسائل) بھی کیا، لیکن اُن سَب کو وَہ مِعیار حاصِل نہ ہو سَکا جو اِمام بُخاری وَ امام مُسلم نے اپنی صحیحین میں اختیار فَرُمایا۔

أم التفاسیر: اس صدی میں امام طبری المتوفی ۳۱۰ھ کی تفسیر ابن جریر مَعرضِ وجود میں آئی اور ایسی جامع کہ اس نے ام التفاسیر کا لقب پایا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ ہر دور اور ہر طبقہ کے اَئمّہ مفسرین نے ابنِ جریر کی (تفسیر) کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابنِ جریر کی کتاب تفسیر ایسی بے مثال ہے کہ کسی نے ایسی کتاب تصنیف نہیں کی۔ روایاتِ تفسیر کا پورے (مکمل) طور پر اِستیعاب کیا ہے۔

ازالہ وہم: ابنِ جریر طبری نامی ایک اور شخص گزرا ہے جو فرقہ کرامیہ اور شیعہ سے تعلق رکھتا تھا۔ نام کے اشتراک (ایک جیسے ہونے) سے شیعہ دھوکہ دے دیتے ہیں۔ اسی طبقہ میں ابنِ ابی حاتم، ابنِ ماجہ، حاکم، ابنِ حبان، ابنِ مردویہ، ابو الشیخ، ابن المنذر اور احمد بن داود نحوی دینوری ہیں۔ اور ان اماموں نے تفسیر میں متعدد مجموعے تصنیف کیے۔ مثلاً شفاء الصدور، کتاب الاشارات لابن ابی حاتم متوفی ۳۰۵ھ اور تفسیر ابواب القرآن بھی اسی دور کی تصنیف ہے۔

پانچویں صدی ہجری

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الاتقان" میں لکھتے ہیں کہ اس صدی میں بہت سے مفسرین گزرے ہیں جنہوں نے اپنی تفاسیر میں اسناد حذف کرکے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی طرف اَقوالِ تفسیری منسوب فرمائے ہیں۔ امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۸ھ اور امام قُشیری المتوفی ۴۶۵ھ اور ابو الحسن واحدی المتوفی ۴۶۸ھ ان میں ہیں۔ اس دور میں بعض غیر معتبر تفاسیر معرضِ وجود میں آئیں۔

چھٹی صدی ہجری

اس صدی سے پہلے کے مفسّرین کو متقدّمین کہا جاتا ہے اور اس صدی اور اس کے بعد کے مفسرین کو متأخرین کہا جاتا ہے۔ اسی صدی میں تفسیر کا فن ترتّب (منظّم) ہوا۔ متقدمین نے اپنی تصانیف میں روایات و آثار (صحابہ و تابعین کے اقوال) ہی کو جمع کرنے کا زیادہ لحاظ رکھا تھا۔ ان کے بعد چھٹے طبقہ کے ائمہ نے مختلف حیثیات (پہلوؤں) کے پیشِ نظر تفسیرِ قرآن کی جانب توجہ کی: علومِ صرف و نحو اور قواعدِ عربیہ پر مبنی تفسیر کی جیسے شیخ نور الدین ابو الحسن علی بن علی باقولی متوفی ۵۴۳ھ انہوں نے "کتاب الکشف" تصنیف کی، کسی نے فقہی مسائل اور احکام کا اِستنباط (اخذ کرنا) اور ان کی تائید و تثبیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تفسیر کی۔ کسی نے متکلمانہ (علم کلام کے) اُصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فلاسفہ کے مسائل کا رد کیا۔ عارفین و صوفیہ نے سلوک و تصوف کے نکات و لطائف کو مقصد ٹھہرایا۔ کسی نے مفرداتِ قرآن کی تحقیق کو اپنی تصنیف کا مقصد قرار دیا جیسے امام راغب اصفہانی کی کتاب مفردات۔ اور کسی نے فصاحت و بلاغت کے قواعد کے ماتحت اعجازِ قرآن اور اس کے متعلق لطائف کو اپنی تفسیر میں جمع کیا۔ جیسے امام ابو القاسم محمد بن عمر زمخشری متوفی ۵۳۸ھ کی تفسیرِ کشاف ان ہی کو جارُ اللہ زمخشری بھی کہتے ہیں۔ اصول عربیہ میں یہ تفسیر تمام متاخرین کیلئے بنیاد ہے۔ سب انہی کی اتباع کرتے ہیں۔ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں خصوصیّت کے ساتھ لطائفِ عربیہ اور نکاتِ بلاغت تفسیرِ کشاف ہی سے لیتے ہیں۔ علامہ زمخشری حنفی المسلک لیکن (مسلک) اِعتزال کی جانب مائل تھے۔ اس وجہ سے بہت سی باتیں ان کی تفسیر میں مسلکِ اعتزال کی آ گئیں۔ اس طبقہ میں امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۵ھ "جواہر القرآن" اور "یاقوت التاویل"، امام (امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی) رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں ہیں۔

حنفی تفاسیر: احناف نے بھی ان تفاسیر میں نمایاں کامیابی حاصل کی، اس طبقہ تک بکثرت احناف کی تفاسیر کے اسماء آتے ہیں، فقیر نے اپنی تصنیف "الاسعاف فی تفاسیر الاحناف" میں درج کی ہے۔ یاد رہے تفسیر معالم التنزیل امام بغوی شافعی کی تفسیر، اس دور کی تصنیف مشہور و معروف ہے۔

(البیان)

ساتویں صدی ہجری

اس صدی میں سیدنا غریب نواز معین الدین اجمیری چشتی رضی اللہ عنہ کے مَعاصر (ہم زمانہ) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کی تفسیر "مفاتیح الغیب معروف بہ تفسیر کبیر" علوم عقلیہ اور معارف و حِلم کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اور بہترین خزانہ ہے۔ لطائف و اسرارِ کلام اللہ اور اُصول دین کی تحقیق میں ایسی تفسیر امت میں شاید کسی نے تصنیف نہ کی ہو۔ فلاسفہ اور مُلحدین کا رد دلائلِ عقلیہ اور اصولِ علمِ کلام سے خوب کیا ہے۔ اثباتِ رُبوبیّت والوہیّت کے وہ نادر (نایاب) اور گراں قدر مَباحِث ہیں کہ ان کی برتری اور اظہارِ عظمت کے لئے بس اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ امام (امام فخر الدین رازی) رحمۃ اللہ علیہ کا امتِ مسلمہ پر یہ ایک احسان ہے کہ جس کا بدلہ صرف حق تعالیٰ کی رحمتیں ہی ادا کر سکتی ہیں۔

فلاسفہ کے رد میں بعض ضمنی مسائل اور مباحث (بحثوں) سے بعض لوگوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ امور تفسیر سے خارج ہیں، اس لئے اس طرز پر نکتہ چینی اور کتاب کی عظمت پر اعتراض کرتے ہیں، کہ فِيهِ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا التَّفْسِيرَ[8] یعنی تفسیر کبیر میں سب چیز ہے سوائے تفسیر کلامُ اللہ کے۔

یہ اعتراض لَغو (باطل) ہے، اور اسے اس کے بلند ترین مرتبہ سے گرانا ہے۔ حق یہ ہے کہ اسلام میں اس جیسی بہترین تفسیر کا عَنقا (نایاب ترین چیز) ہے۔

اسی طبقہ میں امام محمد بن ابی بکر رازی متوفی ۶۰۶ھ بھی ہیں۔ جن کی تفسیر لغاتِ قرآن کے موضوع پر ہے۔ قاضی ناصر الدین بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ اس طبقہ کے بے نظیر امام اور محقق ہیں۔ ان کی تفسیر أنوار التنزیل وأسرار التأویل، جو بالعموم تفسیر بیضاوی کے نام سے معروف ہے نہایت نافع اور جامع تفسیر ہے۔ اس کے فوائد اور لطائف احاطۂ بیان سے خارج ہیں۔ عنوان کے اعتبار سے بظاہر ایک کتاب ہے لیکن در حقیقت یہ بہت سی عظیم الشان تفاسیر کا

---

[8] ((الإتقان في علوم القرآن، النوع الثمانون: في طبقات المفسرين، 4/ 243، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394 هـ/ 1974 م)

لباب (خلاصہ) اور جوہر ہے اسکی تیس (۳۰) سے زائد شروح و حواشی لکھے گئے، درسِ نظامی اور فاضلِ عربی کے کورس میں شمولیت کے بعد اَن گنت حواشی سے محشّی ہوئی اور ہو رہی ہے (یعنی حاشیہ لکھے جا رہے ہیں)۔

آٹھویں صدی ہجری

(1) امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ ہیں۔ جو حنفی المسلک تھے اور اُصولِ فقہ میں اس دور کے یکتا امام اور محقق شمار ہوتے تھے۔ ان کی تفسیر، مدارک اگرچہ مختصر ہے لیکن نہایت مفید اور عمدہ تفسیر ہے۔

(۲) اسی طبقہ میں ابو الغداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ ہیں جو ابن کثیر کے عنوان سے علماء کے درمیان مشہور و معروف ہے۔ شافعی المسلک لیکن ابن تیمیہ کے شاگردوں اور مقلدوں میں سے ہے۔ ان کی تفسیر ابن جریر کی تفسیر کا خلاصہ ہے۔ عوام کو دھوکہ دے کر یہ تفسیر اہلِ سنّت کی تفسیر ظاہر کر کے دیوبندی وہابی وغیرہ اپنا مقصد پورا کر لیتے ہیں۔

(۳) امام شرف الدین حسن بن محمد جو علامہ طیّبی کے عنوان سے مشہور ہیں۔ اسی طبقہ کے علماء میں سے ہیں۔ ان کی ایک تفسیر "فتوح الغيب في الكشف عن قناع الريب" نہایت عمدہ اور نافع تفسیر ہے۔ علامہ طیّبی کا کشاف پر چھ جلدوں میں ایک حاشیہ ہے۔ مشكوة المصابيح کی بے مثال شرح بھی انہی کی ہے۔ صاحبِ مشکوۃ شیخ ولی الدین عراقی کے استاذ شیخ ہیں۔ اس دور کے آخری حصہ کے علماء میں علامہ سعد الدین تفتازانی مشہور و معروف امام ہیں۔

نویں صدی ہجری

نویں صدی اور اس کے بعد کے ائمہ اور مفسرین ہیں جن میں خصوصیّت کے ساتھ شیخ جلال الدین محلی شافعی متوفی ۸۶۴ھ اپنے فضل و کمال کے باعث ممتاز اور فائق ہیں۔ جلالین شریف کا آخری حصہ سورۂ اسراء سے ختمِ قرآن تک انہی کا ہے۔ عمر نے وفا نہ کی اس لئے تکمیل نہ فرما سکے، جس کی تکمیل امام سیوطی رحمہ اللہ نے کی۔

اسی طبقہ میں ملّا مخدوم مہائمی متوفی ۸۳۵ھ ہیں جن کی تفسیر "تبصير الرحمن" نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔ نہایت ہی لطیف انداز میں ربط آیات و سورۃ کا التزام (اہتمام) کیا ہے اور صوفیانہ معارف و لطائف بھی بکثرت ہیں۔ قرآن کریم کی معجزانہ شان کے لئے ایک آئینہ ہے۔ مشہور ہے کہ انہوں نے روحانی طور پر حضرت خضر علیہ السلام سے علوم حاصل کیے، جو اسرارِ تکوینیہ[9] کی تفہیم میں (یعنی سمجھانے کے لئے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے معلّم بنائے گئے تھے۔

شیخ محلّی کے بعد شیخ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اسی طرز پر حصہ اول کی تفسیر کر کے تفسیرِ قرآن مکمل کر دی۔ اسی وجہ سے یہ کتاب "تفسير جلالين" کے نام سے مشہور ہے۔ نہایت اختصار بلکہ چند الفاظ اور کلمات ہی سے آیات کی تفسیر کی گئی۔ اپنے اس طرز میں یہ کتاب بے نظیر تفسیر ہے۔

اس طبقہ میں شیخ عبد الرحمن ابن عمر بلقینی اور شیخ ابو السعود محمد بن عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ ہیں، جن کی تفسیر اپنی شان افادیّت میں تفسیر کشاف اور بیضاوی کے قریب اور ہم پلہ شمار ہوتی ہے۔

اور ملا حسین واعظ کاشفی صاحب "تفسیر حسینی" و "جواهر القرآن" متوفی ۹۱۰ھ، اور عصام الدین ابراہیم بن عرب شاہ اسفرائینی (منسوب بہ اسفرائن ایک شہر ہے نیشاپور کے حدود میں) متوفی ۹۴۳ھ ہیں۔

---

[9] ("اِسرارِ تکوِینیہ" کا مطلب ہے: کائنات کے تکوینی (خلقی و وجودی) راز۔

اور ملّا فتح اللہ شیرازی صاحب تفسیرِ مشہور، بتکلف (تکلف کے ساتھ) عادل شاہ شیراز سے دَکن آئے۔ وہاں سے اکبر بادشاہ کی خواہش پر فتح پور سیکری میں مقیم ہوئے۔ عبدالرحیم خانخاناں اور حکیم ابوالفتح نے استقبال کیا اور اکبر بادشاہ کے دربار میں لائے گئے۔ منصبِ صدارتِ کُل پر فائز ہوئے۔ کوہِ سلیمان، واقع کشمیر، ۹۹۷ھ میں وفات پائی۔

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی محشی بیضاوی، از اولادِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، گجرات دکن میں سکونت پذیر تھے، المتوفی ۹۹۸ھ اس طبقہ کے ہیں۔ مُلّا گجراتی کے شاگرد اور داماد قاضی ضیاءالدین نیوتنی تھے۔ ان کے شاگرد سید جمال اولیاء تھے اور سید جمال اولیاء کے شاگرد مُلّا لطف اللہ تھے۔

دسویں صدی ہجری

اس صدی میں تفسیری خدمات امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۱۱ھ کی فنِ تفسیر میں متعدد تصانیف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1) اَلدُّرُّ اَلْمَنْثُورُ فِي اَلتَّفْسِيرِ بِالْمَأْثُورِ
2) اَلتَّفْسِيرُ اَلْمُسْنَدُ، اَلْمَوْسُومُ بِـ تَرْجُمَانِ اَلْقُرْآنِ یہ پانچ جلدوں میں ہے۔
3) اَلْإِتْقَانُ فِي عُلُومِ اَلْقُرْآنِ
4) اَلْإِكْلِيلُ فِي اَسْتِنْبَاطِ اَلتَّنْزِيلِ
5) لُبَابُ اَلنُّقُولِ فِي أَسْبَابِ اَلنُّزُولِ
6) اَلنَّاسِخُ وَاَلْمَنْسُوخُ فِي اَلْقُرْآنِ
7) مُضَحِمَاتُ اَلْقُرْآنِ فِي مُبْهَمَاتِ اَلْقُرْآنِ
8) أَسْرَارُ اَلتَّنْزِيلِ، اَلْمَوْسُومُ بِـ قَطْفِ اَلْأَزْهَارِ فِي كَشْفِ اَلْأَسْرَارِ صرف آخر سُورَۃ الاِسْرَاء تک ہے۔
9) نظم الدرر في تناسب الآيات والسور
10) نواهد الأبكار و شوارد الأفكار یہ تفسیرِ بیضاوی کی شرح ہے، پانچ جلدوں میں ہے۔
11) التيسير في علوم التفسير
12) معترك الأقران في مشترك القرآن
13) المهذب فيما وقع في القرآن من المُعرَّب
14) خَمَائِلُ اَلزَّهْرِ فِي فَضَائِلِ اَلسُّوَرِ
15) مراصد المطالع في تناسب المقاطع والمطالع
16) مِيزَانُ اَلْمُعَدَّلَةِ فِي شَأْنِ اَلْبَسْمَلَةِ
17) شَرْحُ اَلِاسْتِعَاذَةِ وَاَلْبَسْمَلَةِ
18) الأزهار الفائحة في شرح الفاتحة
19) مُتَشَابِهُ اَلْقُرْآنِ

20) فتح الجليل للعبد الذليل فِي قَوْلِهِ تَعَالَى :ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ ٱلظُّلُمَاتِ إِلَى ٱلنُّورِ[10](الآیۃ)اس میں فنِ بدیع کی ۱۲۰انواع کا بیان ہے۔

21) ٱلْيَدُ ٱلْبُسْطٰي فِي تَعْيِينِ ٱلصَّلَاةِ ٱلْوُسْطَى

22) المعاني الدقيقة في إدراك الحقيقة یہ آیت وَعَلَّمَ آدَمَ ٱلْأَسْمَاءَ[11]کی تشریح وتفسیر ہے۔

23) دَفْعُ ٱلتَّعَسُّفِ عَنْ إِخْوَةِ يُوسُفَ

24) إتمام النعمة في اختصاص الإسلام بهذه الأمة

25) الحبل الوثيق في نصرة الصديق یہ آیت وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً [12]کی تفسیر ہے۔

26) ٱلْمُحَرَّرُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى :لِيَغْفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ [13]

27) مَيْدَانُ ٱلْفُرْسَانِ فِي شَوَاهِدِ ٱلْقُرْآنِ یہ بھی مکمل نہیں ہو سکی۔

28) مَجَازُ ٱلْفُرْسَانِ إِلَى مَجَازِ ٱلْقُرْآنِ یہ شیخ عزیز الدین بن عبد السلام کی کتاب الایجاز کی تلخیص ہے لیکن نامکمل۔

29) شَرْحُ ٱلشَّاطِبِيَّةِ

30) ٱلدُّرُّ ٱلنَّثِيرُ فِي قِرَاءَةِ ٱبْنِ كَثِيرٍ

31) المنتقى من تفسير الجلالين في القرآن الكريم

32) المنتقى من تفسير ابن أبي حاتم.

33) ٱلْقَوْلُ ٱلْفَصِيحُ فِي تَعْيِينِ ٱلذَّبِيحِ

34) ٱلْكَلَامُ عَلَى أَوَّلِ سُورَةِ ٱلْفَتْحِ یہ ایک مقدمہ ہے۔

35) المتوكلي فيما في القرآن من اللغات العجمية

گیارہویں صدی ہجری

شیخ ابو الفیض فیضی بن ملا مبارک ناگوری المتوفی ۱۰۰۴ھ نے تفسیر سواطع الالھام، عربی غیر منقوط لکھی۔ اس کے صلہ میں اکبر بادشاہ نے دس ہزار روپیہ دیا [14] (تذکرہ علماء صفحہ ۷۷) اسکے مقابلہ میں منقوط تفسیر فیض نبی خوب ہے۔ الشیخ احمد شہاب الدین خَفاجی مصری حنفی قدس سرہ المتوفی ۱۰۶۹ھ کی تفسیر، عناية القاضي و كفاية الراضي (حاشیہ تفسیر بیضاوی) عمدہ تفسیر ہے۔

فائدہ: خَفاجی بالفتح (فتح کے ساتھ) بنی عامر کے ایک قبیلہ کی طرف منسوب ہے۔ عوام بالضم (ضمہ کے ساتھ) پڑھتے ہیں۔ (شرح عجالہ نافعہ)

---

10) البقرۃ:257 ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے

11) البقرۃ:32 ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے

12) لقمان:20 ترجمہ: اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی

13) الفتح:2 ترجمہ: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے

14) (تذکرہ علماء ہند، حرف الالف، شیخ ابو الفیض فیضی، ص4، منشی نول کشور، لکھنؤ، 1914ء)

بارہویں صدی ہجری

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی کے ۱۱۷۶ھ نے ایک مختصر اور نفیس تفسیر تالیف کی الموسوم فتح الخبیر بما لابد " من حفظه في علم التفسير، اس مختصر تفسیر میں حل الفاظ اور تشریح کلام اللہ بالخصوص حضرت عبد اللہ بن عباس کے آثار وروایات سے کی ہے۔ الفوز الكبير في اصول التفسير، اُصول تفسیر میں نہایت محققانہ اور جامع تصنیف ہے۔ شاہ صاحب موصوف نے قرآن پاک کا فارسی ترجمہ بھی لکھا ہے الموسوم "فتح الرحمن" سفر حجاز کے بعد آکر لکھا۔ اس کے ترجمہ سے بعض مُغلَق (پیچیدہ) مقامات کی بناء پر آپ پر وہابیت کا شُبہ کیا گیا۔ جس سے درحقیقت آپ بالکل بَری تھے۔ اس کی پوری تفصیل فقیر کے رسالہ "التحقيق الجلي في مسلك شاه ولي" میں دیکھئے۔

ملا علی اصغر قنوجی صاحبِ تفسیر ثواقب التنزیل متوفی ۱۱۴۰ و ملّا رستم علی قنوجی بن علی اصغر قنوجی متوفی ۱۱۷۸ھ (اکسیر) میں ہے کہ تفسیرش در تفہیمِ کلامِ الٰہی تفوّق بر جلالین دارد۔[15]

ملا جیون احمد امیٹھوی المتوفی ۱۱۳۰ھ نے احکام کی آیات پر تفسیر لکھی۔ الموسوم بہ "تفسیر احمدی"۔

تیرھویں صدی ہجری

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی المتوفی ۱۲۲۷ھ نے فارسی میں تفسیر فتح العزیز المعروف "تفسیر عزیزی" لکھی جو ناتمام (نامکمل) رہی۔ پہلا حصہ سورہ فاتحہ سے آیت وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ (البقرۃ:۱۸۴) تک ہے اور دوسرا حصہ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ الخ (پ۲۹، الملک:۱) سے ختم قرآن تک نہایت ہی محققانہ مباحث اور کلام اللہ کے لطائف معارف وضاحت و تفصیل کے ساتھ جمع فرمادیئے ہیں۔ یہ تفسیر اگرچہ بہت ہی مختصر حصہ کی ہے لیکن اس کے مضامین تمام قرآن کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ فہم القرآن (قرآن کو سمجھنے) میں بڑی بصیرت اور اُصولی معرفت پیدا کرتے ہیں اور قرآن کریم کے حقیقی مقاصد کے ساتھ قلوب وابستہ (دلی تعلق قائم) کرنے میں نہایت ہی موثر ہیں۔

اس کی تکمیل کے لئے مولوی حیدر علی مصنفِ منتہی الکلام نے کوشش فرمائی لیکن وہ بھی ناتمام رہی۔ خطر سے علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ہیں جن کی تفسیر عربی زبان میں "تفسیر مظہری" کے نام سے معروف ہے۔ مضامینِ قرآن کی بڑی عجیب وغریب تفسیر ہے۔ مذاہبِ فقیہیہ کی تحقیق و تفصیل اور ان کے دلائل کے لئے بے نظیر تفسیر ہے۔ یہ صاحب تفسیر مظہری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے براہ راست شاگرد اور حضرت مظہر جانجاناں قدس سرہ کے مرید ہیں۔ افسوس کہ ان کی تصانیف اور تفسیر مظہری میں بھی لوگوں نے ترمیم واضافہ (وہابیت) میں بہت کچھ کیا ہے۔ (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) لیکن باوجود ایں ہمہ (ان تمام کے) اہلسنّت کی تائیدات سے بھی بھرپور ہے۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی المتوفی ۱۳۰۳ھ نے اُردو تفسیر رؤفی لکھی، جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ کو ہوا اور ۱۲۴۸ھ میں اختتام ہوا۔ [16] (تذکرہ علماء ہند، صفحہ ۱۹۸)

مولوی عبد الباسط بن مولوی رستم علی قنوجی تفسیر ذوالفقار خانی لکھ رہے تھے کہ ۱۲۲۳ھ میں انتقال ہو گیا۔ ان کا دوسرا رسالہ عجیب البیان فی علوم القرآن ہے۔ [17] (تذکرہ علماء ہند، صفحہ ۲۷۲)

---

15) یعنی اس کی تفسیر، کلامِ الٰہی کے فہم میں، تفسیر جلالین سے برتری رکھتی ہے۔ ط۔ ضیائی

16) (تذکرہ علماء ہند، حرف الراء، شاہ رؤف احمد مصطفی آبادی نقشبندی، ص 67، منشی نول کشور، لکھنؤ، 1914ء)

17) (تذکرہ علماء ہند، حرف العین، مولوی عبد الباسط بن مولوی رستم علی قنوجی، ص 107، منشی نول کشور، لکھنؤ، 1914ء)

حضرت مولانا نقی علی خان المتوفی ۱۲۹۷ھ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ کے والد ماجد الکلام الاوضح فی تفسیر سورہ الم نشرح لکھی، ایک ضخیم جلد ہے۔ [18] (تذکرہ علماء ہند، صفحہ ۵۳۰)

موضح القرآن مع ترجمہ شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں، بالکل غلط ہے۔ انہوں نے کوئی ترجمہ نہیں لکھا یہ دراصل عبد الحیء دہلوی اور اسماعیل دہلوی کا کارنامہ ہے۔ اسی طرح حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کوئی ترجمہ نہیں لکھا۔ اس کی پوری تفصیل فقیر کے رسالہ "التحقیق الجلی" میں دیکھئے۔

چودہویں صدی ہجری

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ قرآن مجید الموسوم بہ "کنز الایمان" نہایت بہترین ترجمہ ہے، جس کا اغیار نے بھی اعتراف کیا ہے۔ بفضلہ تعالی یہ محققین مفسرین کی تفاسیر کا مغز ہے۔ اگرچہ اس کے سوا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مستقل طور پر تفصیل کے لئے قلم نہیں اٹھایا لیکن کچھ اجزاء یا حواشی عربی بہ تفاسیر بھی ہیں لیکن مستقل تفسیر کوئی نہیں ہاں آپکی تصانیف کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو قرآن مجید کے اکثر حصہ کی تفسیر دستیاب ہو سکتی ہے فقیر اویسی غفرلہ نے ایک عرصہ سے اس کا آغاز کیا ہوا ہے۔ عدیم الفرصتی (وقت نہ ملنے کی وجہ) سے تکمیل نہیں ہو رہی ہے لیکن بفضلہ تعالیٰ اکثر آیات کی تفسیر معرضِ تحریر میں آگئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایک عرصہ بعد اگر زندگی نے وفا کی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی پوری تفسیر اہلِ حق کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی جس کا نام "تفسیر امام احمد رضا" ابھی سے متعین کیا گیا۔

صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی تفسیر خزائن العرفان لاجواب تفسیر ہے، حاشیہ کے طور پر کنز الایمان کے ساتھ بار بار چھپی ہے۔

حضرت مولانا ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی "تفسیر الحسنات" جو کہ آپ نے تحریکِ ختم نبوت کے دور میں اکثر حصہ جیل میں لکھا۔ (شائع ہو چکی ہے)

حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر نعیمی "نہایت ہی اعلیٰ تفسیر ہے۔ افسوس کہ وہ گیارہواں پارہ لکھتے لکھتے وصال فرما گئے۔ موصوف کا دوسرا رسالہ "علم القرآن" اصولِ تفسیر میں ہے۔ بہترین اصطلاحات تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت مولانا عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی الاکلیل"، عربی میں ایک بہترین تصنیف ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء کرام نے اس زمانہ میں تفسیریں عربی، فارسی، اردو میں لکھی ہیں۔

مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر فتح المنان جو تفسیر حقانی کے نام سے مشہور ہے۔ اردو زبان میں بے نظیر تفسیر ہے جس میں حلِ لغات، اعراب، فصاحت و بلاغت کے نکات، مطالبِ قرآن اور ان کی تشریح معترضین و مخالفین کے اعتراضات کے جواب کا خاص اہتمام ہے۔ گویا متقدمین کے علوم کو اس تفسیر میں بڑی خوبی کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ زیادہ تر تفسیر کا ماخذ تفسیر امام رازی، تفسیر قاضی بیضاوی اور کشاف ہے۔ ان خوبیوں کے علاوہ اس تفسیر کی امتیازی شان یہ ہے کہ اس زمانہ کے فلسفہ اور یورپ کے مستشرقین کے مقابلہ میں اصولِ اسلام کا ایک مُدلّل مجموعہ ہے۔

---

18) (تذکرہ علماء ہند، حرف النون، مولوی نقی علی خان بریلوی، ص244، منشی نول کشور، لکھنؤ، 1914ء)

حضرت مولانا پیر کرم شاہ صاحب کی تفسیر ضیاء القرآن (شائع ہو چکی ہے) حضرت مولانا عبد المصطفی ازہری کی "تفسیر ازہری" کے پہلے پانچ پارے چھپ گئے ہیں۔

مولانا غلام رسول سعیدی کی کتاب "توضیح البیان" چند قرآنی مسائل کی تحقیق میں لاجواب تفسیر شائع ہوئی ہے۔ فقیر پُر تقصیر بھی ایک عرصہ سے خدمتِ فنِ تفسیر میں کام کر رہا ہے۔ چند ایک تصانیف شائع بھی ہو چکی ہیں ان میں زیادہ مشہور "فیوض الرحمن ترجمہ تفسیر روح البیان" ہے۔

فَقَطْ وَالسَّلَامُ

هٰذَا آخِرُ مَا رَقَمَهُ القَلَمُ الفقير محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفر له